نحمدہٗ تعالیٰ

کُل ہند جماعت رضائے مصطفےٰ کانفرنس

مقام عیدگاہ بھروچ گجرات

منعقدہ ۲۵-۲۶-۲۷ ربیع الآخر شریف ۱۳۷۷ھ روز دوشنبہ مبارکہ - سہ شنبہ - چہارشنبہ

مطابق ۱۸-۱۹-۲۰ نومبر ۱۹۵۷ء کے

اسلامی تاریخی عظیم الشان اجلاس کا مبارک و مقدس خطبۂ صدارت

مسمّٰی بنامِ تاریخی

جواہر عالیۂ غالیہ

۱۳۷۷ھ

از برکاتِ

حضرت بابرکت مولٰنا الحاج شاہ علامہ ابُوالمحامد سید محمد صاحب کچھوچھوی

اشرفی جیلانی محدثِ اعظم ہند دام ظلہم النورانی

صدر کل ہند جماعت رضائے مصطفےٰ بریلی شریف

حسب فرمائش مولٰنا الحاج علی محمد صاحب قادری برکاتی رضوی سلامی دھوراجوی

ناظم اعلیٰ جماعت رضائے مصطفےٰ صوبہ گجرات

مطبع ... میں چھپکر شائع اور اسلام و مسلمین کو نافع ہوا

کاتب سید جلیل اشرف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللّٰھم یا اللہ لک التحیات والصلوات والطیبات السلام علیک ایھا النبی نبی البرکات علیک التحیات والصلوات ومنک الطیبات وعلیٰ اٰلک واصحابک معادن الخیرات والحسنات وعلی کل من جعل حب النبی سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وجماعتہ واصحابہ وعترتہ غالباً مسلطاً علی قلوبھم وانفسھم فی سائر نظام الحیاۃ وجمیع الایمانیات حتی طُعِنُوا بالغلو والشغف مع الرسول واٰلہ واصحابہ فی الحیاۃ وبعد الممات فطوبیٰ لھم حیث اٰمنوا حق الایمان وبشریٰ لھم حیث اتَّقَوُا اللہ حق تقاتہ حتی نالوا الدرجات العالیات

امّا بعد مسلمانو! پیارے سُنّی بھائیو یہ آل انڈیا جماعت رضائے مصطفیٰ کا اسٹیج ہے جس نے ہم مختلف دیار و امصار کے رہنے والوں کو صرف نام پاک مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا پر آج ایک جگہ ایک ہی جھنڈے کے نیچے ایمان و عمل کی یک رنگی کے ساتھ اکٹھا کر دیا ہے۔ آپ مجھ کو کہہ دیں ہم سب مصطفیٰ کے دیوانوں اور رضائے مصطفیٰ کے تمنائیوں کا یہ ہجوم اپنے پاکیزہ جذبات اور والہانہ کیفیات میں سرشار ہو جانے کی وجہ سے عالم ناسوت سے پرواز کر کے عالم ملکوت پہنچ چکا ہے اور عقیدت مندی اور عشق کا طائر ہمت لپک لپک کر عالم جبروت و بزم لاہوت کی تجلیاں سمیٹ رہا ہے۔ ایسے خالص دینی و روحانی و ایمانی اجتماع کیلئے اگر انتخاب صدارت والے صحیح بصیرت سے کام لیتے تو اس کو مسند آرائے صدارت کرتے جس کو دیکھ کر رضائے مصطفیٰ کی برکتیں چشم دید ہو جاتی ہیں۔ اور دیکھتے ہی زبان پر ہزاروں ادب و تعظیم کے ساتھ لفظ مصطفیٰ رضا نکل جاتا ہے۔ ایسی مقدس ہستی کی موجودگی میں مجھ سراپا نا اہل کا انتخاب شکریہ نہیں بلکہ شکوہ کے قابل ہے اور شائد اس غلطی کو پا کر میں بطور احتجاج اس عظیم الشان اسلامی اجتماع سے واک آوٹ کر جاتا مگر کیا کروں کہ اسی برگزیدہ ہستی نے آل انڈیا جماعت رضائے مصطفیٰ کی صدارت کی خدمت میں مجھکو مستقل لگا رکھا ہے۔ اور ایسے اسٹیج کے لئے میری صدارت ایک طرح سے تحصیل حاصل ہے جو منطقی بولی میں عقلی جرم ہے مگر موقع ایسا ہے کہ میں نہ شکریہ ادا کر سکتا ہوں اور نہ شکوہ ہی کر سکتا ہوں۔

حضرات! سارے ملک میں اب یہ سوال راعی ورعایا کے تمام طبقات میں کیا جارہا ہے کہ
جماعت رضائے مصطفیٰ کیا ہے کیوں ہے اوسکا کردار کیا ہے اوسکی ضرورت کیا ہے آج میں ان
سوالوں کا جواب دے کر پورے ملک کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ جماعت رضائے مصطفیٰ کے ہر پہلو کو
سمجھ کر ہمکو اچھی طرح سے جان لیں پہچان لیں اور کسی کے دھوکے میں نہ آئیں۔ جماعت رضائے مصطفیٰ
کیا ہے۔ یہ اوسکے نام ہی سے صاف ظاہر ہے کہ یہ سرکار مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کی رضامندی کی
تڑپ رکھنے والوں کی جماعت ہے اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ آپ پوری زمین کی بسنے والی
انسانیت پر ایک نظر ڈال لیں تو ایک فرد بھی انسان کا ایسا نہ ملے گا جو کسی نہ کسی کی رضاجوئی میں نہ
لگا ہو۔ یہ چیز محال عادی ہے کہ کوئی انسان ہو اور کسی کی رضاجوئی نہ کرتا ہو جنتا اپنے نیتا کو خوش کرنا
چاہتی ہے تو نیتا اپنی جنتا کو راضی رکھنے میں مصروف رہتا ہے رعایا اپنے راعی کو خوش کر دینا
چاہتی ہے تو راعی اپنی رعایا کو خوش کر دینا چاہتا ہے باپ اپنے بیٹے کو خوش کرنا چاہتا ہے تو بیٹا
اپنے باپ کو۔ شوہر اگر اپنی زوجہ کو خوش دیکھنا چاہتا ہے تو فرمانبردار زوجہ اپنے شوہر کی
رضامندی چاہتی ہے۔ اس خصوص میں آپ نگاہ کو وسعت دیں تو کہہ سکتے ہیں کہ باغ کا مالک باغ
کے درختوں کو اوسکی فطری خوشی دیتا ہے تو درخت اپنے پھلوں سے مالک باغ کو خوش کر دیتا ہے
کسان اپنے کھیت کی اہلیتوں کو اجاگر کر کے کھیت کو خوشی دیتا ہے تو کھیت اپنے اُگے ہوئے
دانوں سے کسان کو خوش کر دیتا ہے یعنی قانون فطرت کے مطابق رضامندی و رضاجوئی ایک
ایسا محور ہے جسپر پوری کائنات گھوم رہی ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ہر ایک کی رضامندی چاہتا ہے۔
میرا دعویٰ یہ ہے کہ ہر ایک کسی نہ کسی کی رضاجوئی ضرور کر رہا ہے یہ کائنات کی حیات کا بیمہ ہے اگر
یہ بات نہ رہجائے تو کائنات اپنے وجود کو کھو ڈالے اسی فطرت کے عام تقاضوں کو اب آپ
مذہبی عینک لگا کر دیکھیں تو صاف نظر آئے گا کہ ہر مذہب بلکہ ہر دین میں کسی نہ کسی کی خوشی و رضامندی
چاہنا اوس دین کا سنگ بنیاد ہے انسان کی مختلف بولیوں طرح طرح کی لغتوں میں ایک نہ ایک
لفظ۔ ورڈ۔ شبد ایسا ضرور ہے کہ وہ جس کے لئے بولا جاتا ہے اوس کی رضاجوئی کو اون بولیوں
والے طبقوں نے ضروری قرار دیا ہے اور بغیر کسی دریافت کے آسانی سے یہ بات سمجھ میں آجاتی ہے

کہ کون طبقہ کس کی رضاجوئی میں مصروف ہے۔ پادری صاحب کا کردار ہی پکار دیتا ہے کہ صلیب کی خوشی ہر چیز سے مقدم ہے چاند، سورج، احجار و اصنام وغیرہا کی رضاجوئی والے ہمارے آپ کے سامنے رات دن نمایاں طور پر نظر آتے رہتے ہیں یعنی ادیان عالم میں ہر دین کسی نہ کسی کی رضاجوئی کو اپنی دین داری کا لازمی جز قرار دیتا ہے اور کون کس کی رضاجوئی کر رہا ہے اس دین کے ماننے والوں کے کردار سے واضح ہو جاتا ہے اب آپ نے ہاں آئیں جہاں ہم آپ کو لے جانا چاہتے ہیں کہ جس کو اسلامی دنیا کہہ دیا جاتا ہے۔ وہ گوناگوں تاریکیوں اور روشنی کا مجموعہ ہے اگر اس دنیا کی محفل میں ایک قندیل عرشی ہے تو بہتر کی تعداد میں تاریکیوں سے بھری ہوئی اور نور سے محروم فرضی دیپک فرشی بھی ہیں اور اس دنیا کے کس کو کس سے تعلق اور شغف ہے وہ ہر ایک کے کردار سے نمایاں ہے کیا آپ اُن لوگوں سے ناواقف ہیں۔ جو سیدنا امام حسین کی رضاجوئی کے دعویدار ہیں۔ اور اونکا ہر منفی و مثبت پروگرام اسی دعویداری کی روشنی میں ہے کیا آپ کے ملک میں ایسے افراد آپ نے نہیں دیکھے کہ اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کے مدعی ہیں اور اونکا مذہبی شغف کبھی توحید سے ہو جاتا ہے تو اپنی محفل سے نبی نبی زادے امام امام زادے بھوت پریت شیطان کو ایک ہی آنکھ سے دیکھتے ایک ہی ترازو سے تولتے اور ایک ہی ڈنڈے سے ہانک کر نکال دیتے ہیں اور کبھی مشرکین کی رضاجوئی پر آگئے تو پورے اخلاص کے ساتھ صنم خانہ خود بنا کر اصنام کو خود رکھ کر اپنے اخبار الجمعیۃ میں اس کی ہمت افزائی کر کے توحید پرستی سے عملاً توبہ نامہ لکھ دیتے ہیں اور دنیا کو اس سمجھنے پر مجبور کر دیتے ہیں کہ کہاں کی توحید اور کیسا شرک اصل شغف اپنے اقتدار اور شکم سے ہے حجاز سے کچھ لینا ہے تو توحید عنوان مطالبہ ہے اور حکومت ہند کی آنکھوں میں دھول ڈالنا ہے تو خانہ شرک کی تعمیر عنوان مطالبہ ہے۔ بہرحال اس دنیا میں فرقے ہیں اور ہر فرقہ ایک ہیرو رکھتا ہے جس سے اوسکا شغف ہر ایک کو محسوس ہو جاتا ہے۔ چکڑالوی۔ قادیانی۔ وہابی۔ دیوبندی شیعہ خارجی وغیرہ وغیرہ سب ہیں اور اپنے اپنے ہیرو سے شغف رکھتے ہیں۔ شغف رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ فرقہ کو اوسکے شغف پر مطعون کیا جاتا ہو چکڑالوی بدنام ہیں کہ احادیث نبویہ کے منکر ہیں

قادیانی بدنام ہیں کہ مرزا غلام احمد سے وابستہ ہو کر مسئلہ ختم نبوت کے منکر ہیں وہابی بدنام ہیں کہ
کہ انبیاء و اولیاء سے امت اسلامیہ کو دور کر دینا چاہتے ہیں۔ دیوبندی بدنام ہیں کہ وہ
ہمارے رسول پاک کے گستاخ اور تعظیم و محبت رسول کے غدار ہیں۔ شیعہ بدنام ہیں کہ وہ
امام حسین کے آگے کسی کو دیکھنا نہیں چاہتے۔ خارجی بدنام ہیں کہ وہ آل رسول کو دین
رقبہ سے نکال دینا چاہتے ہیں اسی شہرت سے ہر فرقہ کا ہیرو سمجھ میں آجاتا ہے اور فرقہ کا مذہبی
شغف سامنے آجاتا ہے۔ اب آپ پھر اس دنیا پر ایک نظر ڈال کر بتائیں کہ کوئی فرقہ ایسا بھی
ہے جو میرے آقا سید عالم نبی مکرم خلیفۃ اللہ الاعظم نائب خدائے اکرم حضور پر نور محمد رسول
اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ایسا شغف رکھتا ہے کہ اوسپر تعظیم و محبت رسول کی بناء پر شرک
و بدعت کے فتوے لگائے جائیں۔ غوث پاک کی گیارہویں اور خواجہ غریب نواز کی چھٹی اور
بزرگان دین کے اعراس کی وجہ سے قبر پرست اور بدعتی کہے جائیں میلاد شریف وسمیں
سلام و قیام کی وجہ سے مشرک و بدعتی بتائے جائیں تیجا دسواں، چالیسواں کرنے کی وجہ
مردہ پرست کی پھبتی اڑائی جائے تو یقین مانیے کہ غوث والے خواجہ والے اور محبوب خدا والے
اموات مسلمین کے ایصال ثواب والے بھتر شامیانے میں ایک نہ ملے گا اور ایسے لوگ سب کے
سب وہاں نظر آئیں گے جہاں نور ہی نور اور عرشی نور جگمگا رہا ہے یہ کوئی فرقہ نہیں بلکہ وہ جمہوریت
اسلامیہ ہے جو اپنے ملک میں بھی اور ساری زمین میں بھی بڑی اکثریت کے مالک ہیں۔

ہمارے مخالفین کا پورا لٹریچر پڑھ کر بتائیے کہ کیا کسی دشمن نے ہماری جمہوریت پر یہ
الزام رکھا ہے کہ نماز روزہ حج زکوٰۃ کی فرضیت کے منکر ہیں قرآن حدیث اجماع قیاس مجتہد
کے دلیل شرعی ہونے کے منکر ہیں۔ شراب، جوا، زنا، چوری، قتل ناحق، سود و دیگر محرمات شرعیہ کو
جائز بتاتے ہیں ہرگز نہیں اور ہرگز نہیں۔

ہمارا سارا جرم ان کی نگاہ میں یہ ہے کہ ہماری زندگی کے دینی پروگرام میں انبیاء و اولیا
کا اتنا بڑا حصہ ہے کہ ہم کو دیکھ کر دوست دشمن کہہ پڑتے ہیں کہ یہ لوگ رسول پاک کے حق میں بڑے
غالی ہیں یہ لوگ انبیا اولیا کے (معاذ اللہ) پجاری ہیں یہ لوگ رسول پاک کے خلاف کسی شوخ چشم

اور خفیف البیانی کو برداشت نہیں کر سکتے ۔ یہ سب کے سب انبیا و اولیا کے عموماً اور سید الانبیا
کے خصوصاً دیوانے ہو گئے ہیں ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم معہ اجمعین

یہی دشمن کا بھی اقرار آفتاب سے بھی زیادہ روشن کر دیتا ہے کہ جمہوریت اسلامیہ
کا وہ ہیرو جس سے پوری جمہوریت کو مکمل شغف اور والہانہ عقیدت ہے وہ میرے آقا
محبوب کبریا کی ذات پاک اور اونکے عاشقوں کا پورا گروہ ہے یہ لوگ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا
کی رضا کے لئے بڑی تڑپ رکھتے ہیں ۔

ہمارے دشمن ہم کو جو کچھ کہتے ہیں وہ بطور عیب کہتے ہیں مگر اون بے حسوں اور
عشق و محبت کے بے گانوں کو کون جا کر کہدے کہ اے محتسب آنکہ ننگ تست او فخر من است
تم کو قیامت کے دن بھی کہنا پڑے گا کہ یہ لوگ رسول پاک کے دیوانے اور مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا
کی رضا جوئی کے متوالے تھے تو پھر دیکھ لینا کہ اس دیوانگی نے دانائی کا میدان سر کر لیا
اور تمہاری دانائی جہنم رسید ہو گئی ۔

اب صرف یہ دیکھنا ہے کہ جمہوریت اسلامیہ نے رضا جوئی مصطفیٰ کو سیکھا تو کس سے سیکھا
اور یہ چیز اون کو ملی تو کہاں سے ملی ۔ ظاہر ہے کہ سب سے بڑی رضا جوئی تو اللہ تعالیٰ مالک
مولیٰ جل وعلا کی رضا جوئی ہے مگر جمہوریت اسلامیہ رضا طلبی مصطفیٰ میں مطعون ہے کیا
رضائے کبریا سے جمہوریت اسلامیہ معاذ اللہ بے نیاز ہے ۔ نہیں نہیں اور ہرگز نہیں اللہ تعالیٰ
کی رضا جوئی تو جمہوریت کا بنیادی ایمان ہے اور ساری رضا جوئیاں صرف ایک رضائے کبریا
کے لیئے ہیں دیکھنا تو یہ ہے کہ رضائے کبریا کس کی رضا پر موقوف ہے ۔ اغیار کا کہنا تو یہ ہے
کہ رضائے کبریا ہماری براہ راست ہے اور اس کے لئے ہم کسی غیر خدا کے محتاج نہیں ہیں اون
کے پورے لٹریچر کا خلاصہ یہ ہے کہ ؎ پنجہ با پنجہ خدا دارم + من چہ پروائے مصطفیٰ دارم
یہی اسپرٹ سب سے پہلے ابلیس میں پیدا ہوئی ۔ اور سجدۂ آدم کی بجائے سینہ تان کر اپنے
بیشمار سجدوں اور ان گنت روزوں پر اترا کر کھڑا ہو گیا اور یہی چیز آج تک اعدائے رسول کو
وراثت میں ملتی رہی تو اب رضائے کبریا کا لفظ ان اندھر نگریوں میں ایسا گم ہو گیا کہ اوسکی حقیقت

سے دنیا اندھی ہوگئی اور صداقت کا سوجھاؤ میسر ہوا تو وہ رضائے مصطفیٰ والوں سے میسر ہوا۔
رضائے مصطفیٰ کا لفظ بعونہ تعالیٰ حفاظت کبریا میں ہے اور کسی باطل مراد کے لئے اس کے استعمال کرنے کی طاقت پوری مخلوق سے چھین لی گئی ہے رضائے مصطفیٰ کا دعویٰ وہی کرسکتا ہے جو رضائے کبریا کا پجاری اور رضائے انبیا و اولیا کا شیدائی ہو کہ رضائے کبریا کا دعویٰ تو وہ بھی کرتے ہیں جو ذات پاک کبریا کی معرفت سے محروم ہیں اور رضائے مصطفیٰ کا دعویٰ وہی کرسکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی صحیح معرفت کے ساتھ اوسکا واقعی رضاجو اور رضائے مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کی رضاجوئی مولیٰ تعالیٰ کا وسیلہ جانتا ہے

پھر یہ بات بھی تو ہے کہ رضا طلبی کبریا سنت انبیاء و اولیاء ہے اور رضائے مصطفےٰ تو خود سنت کبریا ہے اللہ اللہ مالک بے نیاز غنی علی الاطلاق رضائے مصطفیٰ کے لئے قبلہ بدل دے۔ فلنولینك قبلۃ ترضٰھا میدان حشر کے گرم اور ہیبت ناک نقشہ کو رضائے مصطفیٰ کے لئے عطا و کرم سے بدل دے ولسوف یعطیك ربك فترضٰی جب نگاہ کبریا دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی رضائے مصطفیٰ کے ساتھ ہے تو دارین میں کام آنے والی چیز یہی رضائے مصطفیٰ ہوئی۔ رضائے مصطفیٰ والے ہی رضائے کبریا والے ہیں جو رضائے حضرت کبریا ہے وہی رضائے مصطفےٰ والوں کا طریقہ ہے۔ الحمد للہ تعالیٰ کہ رضائے مصطفیٰ کے صدقے میں ہمارا طریقہ وہ رہا جو خود ہمارے خالق و مالک مولیٰ تعالیٰ کا طریقہ ہے۔

بس اسی رضا طلبی مصطفیٰ کا نام سواد اعظم اور جمہوریت اسلامیہ ہے جس کی خالص دینی و ایمانی نمائندہ جماعت کا نام جماعت رضائے مصطفیٰ ہے جس کا مرکزی دفتر بریلی شریف میں ہے اے میرے مولیٰ اے میرے کریم تو اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد مائۃ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ قطب الارشاد شمو الفضل والکمال والشان مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وقدس سرہٗ کی قبر انور کو بے شمار اپنی خاص رحمتوں سے بھر دے کہ اون کے بے شمار احسانات عظیم میں یہ بھی ہے کہ اس جمہوریت اسلامیہ کے انتشار و بے نظمی کو دیکھ کر رسول پاک کی بھولی بھیڑیوں کا شکاری جب شکار کرنے لگے ہر قادیانی پہلے سنی تھا ہر غیر مقلد پہلے

سنی تھا ہر وہابی پہلے مسلمان سنی تھا ہر دیوبندی پہلے سنی مسلمان تھا مگر یہ ہمارے انتشار و بے نظمی کا نتیجہ تھا کہ جو یگانہ تھا وہ بے گانہ کر دیا گیا۔ جو ہمارے اسلامی ایمانی دائرہ کا تھا وہ بیابانی کر لیا گیا تو یہ اونسے دیکھا نہ گیا اور اہل سنت کو انتشار سے بچانے کے لئے ایک نظام بنایا اور پورے نظام کا نام اور بڑا پیارا نام جماعت رضائے مصطفی علیہ التحیۃ والثنار رکھا بے ساختہ دل اس مقام پر پکار دیتا ہے ؎

اے رضا قربان احسانت شوم + ایں چہ احسان است قربانت شوم

ان چند جملوں میں ان سوالوں کا مفصل جواب ہے کہ جماعت رضائے مصطفی کیا ہے اور کیوں ہے اب یہ سنیے کہ اس کا کردار اور میدان عمل میں اس کا طریق کار کیا ہے۔

اس ادارہ کو سب سے پہلے ملکانہ کی اوس تحریک شُدھی سے مقابلہ پڑا جو تحریک ننگی تلوار کے سایہ اور سرمایہ کے زور سے شروع ہوئی تھی اور جس کے دفاع کے لئے کسی اقدام میں جان کے لالے پڑ گئے تھے بدیشی حکومت کی پالیسی ملک میں افتراق پیدا کرنے کی ہوا دے رہی تھی۔ اور ملک کے تمام ادارے خوفزدہ ہو کر خاموش ہو گئے تھے۔ اس وقت جماعت رضائے مصطفی، رضائے مصطفی علیہ الصلوٰۃ والسلام حاصل کرنے کے لئے خطرات سے بے پرواہ ہو کر اور جان کی بازی لگا کر سر بکف میدان میں کود پڑی اور جماعت کی شاندار کامیابیوں کو دیکھ کر اوروں میں بھی جراءت ہوئی اور چندہ خوروں نے بھی خون لگا کر شہیدوں میں داخل ہونے کی سعی کی مگر ملکانہ کا ذرہ ذرہ گواہ ہے اور اوس وقت کے حکومتی دفاتر گواہ ہیں کہ جماعت رضائے مصطفی نے تحریک کو ایسی فاش شکست دی کہ جو بچھڑ چکے تھے آکے گلے ملے اور جو بچھڑنے کے قریب تھے وہ باز رہے اور اس سعی کے نتیجہ میں جو قطعی بیگانے تھے اون کی بڑی تعداد کے افراد اپنے یگانے ہو گئے اور میدان میں صرف جماعت رضائے مصطفی کا جھنڈا لہراتا رہا مدارس قائم کئے گئے اور ملکانہ کا ذرہ ذرہ حلاوت ایمان حاصل کرنے لگا۔

دیوبندیوں نے ابتداء اپنی مذہبی لباس پہن کر کی اور اس زور شور سے کہ علم و عمل کے بڑے بڑے گھرانے شکست خوردہ ذہنیتوں میں مبتلا ہو گئے لکھنؤ۔ دہلی۔ الہ آباد۔ بنارس۔ پٹنہ

وغیرہ کے وہ علمی خاندان کے افراد جو مولوی اسماعیل دہلوی کے مقابلے پر جم کر لڑ رہے تھے
مگر دیو بندی طوفان سے گھبرا اٹھے تھے شرک و بدعت کا ایٹمی ہتیار وہ عوام استعمال
کرنے لگے جو شرک و بدعت دونوں لفظ کا صحیح تلفظ بھی نہ کر سکتے تھے۔ دیو بندیوں کے پمفلٹوں
کی بھرمار نے اہل قلم کے قلم کو روک دیا تھا یہ جماعت رضائے مصطفی کا شاہکار ہے کہ
اس نے اپنے قلم کے زور کو منوا لیا۔ برگزیدہ فتاوی اور مقدس رسائل و دلائل و براہین سے
بھرپور کتابوں کی اشاعت ایسی کی کہ دیو بندیت کو مذہبی روپ چھوڑ دینے پر مجبور کر دیا
روز روز کی مناظرہ بازی سے توبہ کرائی اور مذہبی دائرہ سے اس طرح نکال دیا کہ وہ اپنے
پہلوں کو پیٹھ دکھا کر نام نہاد سیاسی چولا پہنکر لادینی کی کرسی ڈھونڈنے لگے اب اون
کے لئے شرک قابل نفرت چیز نہیں رہی۔ بدعت سے بیزاری جاتی رہی اب اگرچہ
میلاد شریف کی محفل میں نہیں جاتے مگر جینتی مناتے ہیں عرس کی شرکت کریں یا
نہ کریں مگر برتیو میں شریک ہوتے ہیں حد ہو گئی کہ اجمیر مقدس کا سفر عظیم گناہوں کی فہرست
میں تھا مگر اور تو اور صدر صاحب بھی عرس اجمیر کے موقع پر پہونچ گئے۔ ناظم صاحب
قطب صاحب کے عرس میں قوالی سن کر جھومنے لگے تصور برزخ شیخ کو شرک نہیں تو
قریب بہ شرک کہنے والے اپنی تصویر کو کھچوانے اخبارات میں بھیجنے لگے نمازیں بجائے
امام کے لاؤڈ اسپیکر کی اقتدا شروع کر دی اقامت مکبرین کی سنت اٹھا دی گئی اور قابل
مضحکہ بات یہ ہے کہ مزارات اولیا کے چڑھاوے پر حرام و بدعت کا حکم لگانے والے
چڑھاوا لینے بہرائچ کا سفر کرنے لگے اور چڑھاوے کی رقم وصول کرنے لگے اور حیرت
کی بات نہ کہیں تو کیا کہیں کہ اوقاف مزارات اولیا جو اون کے نزدیک موجب وبال
آخرت ہے اوسکو لالچ سے بھری نگاہ سے دیکھنے لگے اور وقف بل کے ذریعہ سے چاہا
کہ یہ آمدنیاں بالکل اپنی ہو جائیں واقف کے شرائط کی پرواہ کئے بغیر اوس کو اس طرح
مضم کر لیا جائے کہ ڈکار نہ آئے اب بتائیے کہ وہ کون تھا جس نے دیو بندیت کو
پیس کر رکھ دیا اون کے ایمانی جرائم کو برہنہ کر دیا اور اون کو اون کے بہروپ

میں پہچان لیا اور اونکی ہر چال پر اونکو مات دی وقف بل کو ناکارہ کر دیا اور دیوبندیت کو پنپنے نہ دیا ان سوالوں کا جواب ایک اور صرف ایک ہے یعنی جماعت رضائے مصطفیٰ اس کے بانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اسکے اعضاء و ارکان کا یہ شاہکار ہے کہ دیوبندیوں میں جو مر کر مٹی میں مل گئے وہ تو مٹی میں مل گئے مگر جو زندہ ہیں۔ گو زندہ ہیں اگر چہ ابھی گورِ نزندہ نہیں مگر کچھ کم خاک آلودہ نہیں

اگر دیوبندیت عارضی طور پر کامیاب ہو سکی ہے تو صرف کانگریس کے راستہ سے حکومت کے ذمہ داروں کو فریب میں رکھنے میں بظاہر کامیاب نظر آتی ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ انگریزوں نے اپنی درسگاہوں میں ایسا کورس رکھا کہ کچھ ہندوستانی عالمگیر کے دشمن ہو جائیں کچھ ہندوستانی سیواجی سے بیزار ہو جائیں اور ہندوستان میں گلی گلی جنگ کا اکھاڑا ہو جائے اونھوں نے ان واقعات کو نہ بتایا کہ جب وہ ہمارے ملک میں آئے تو ملک کے دشمن عناصر کو کیسا کیسا جنم دیا اور برطانوی مفاد کے لئے کون کون ادارے مستقل قائم ہوئے۔ غضب خدا کا اس جھوٹ کی آسمان و زمین میں کہاں سمائی ہے کہ دیوبندیوں کے قبلہ و کعبہ اور پوری دیوبندیت کے سالار قافلہ سید احمد بریلوی کی جنگ کو جنگِ آزادی دیدہ دلیری کے ساتھ بتایا جاتا ہے اور ہندوستان کی آزادی کے لئے اوسکو پہلا قدم بتایا جاتا ہے پہلے ٹیم کا کھلاڑی یہی کہتا رہا کلمہ ٹیم کا بازی گر یہی کہتا رہا مودودی تحریک میں اسی غلط گوئی سے کام لیا گیا دیوبندیت کی ہر شاخ کا یہی ترانہ ہو گیا کہ سید احمد کی جنگ آزادی کی پہلی جنگ تھی۔ انگریزوں سے پہلی مڈبھیڑ تھی توبہ توبہ جھوٹ اور سفید جھوٹ مکھی نگلنے اور جیتی مکھی نگلنے کی یہ بدترین صورت ہے چونکہ اس جنگ کے متعلق انگریزی کورس میں ایک حرف نہ تھا عوام نے سمجھا کہ لوگ جو کہتے ہیں اور باجبہ و دستار بھی کہتے ہیں اور بالسٹڈری و اڈیٹری بھی کہتے ہیں اور اس طرح کہتے ہیں جیسے کوئی سچی بات کہی جاتی ہے لہذا یہی ٹھیک ہوگا کس کو فرصت ہے کہ اس خصوص میں تحقیقات کرے اور تحقیقات کے نتیجہ میں دیوبندیت کی حقیقت سے واقف ہو

حالانکہ اس جنگ کے بارے میں فارسی اور اردو زبان میں کتابیں لکھی گئیں اور انھوں نے
لکھا جو اس جنگ کے کرتا دھرتا اور شریک کار تھے جنہیں فارسی زبان میں اسماعیل دہلوی
کی کتاب صراط مستقیم ہے اور اردو زبان میں مولوی جعفر تھانیسری کی کتاب تواریخ عجیب
ہے۔ صراط مستقیم میں واقعہ نگاری تو برائے نام ہے اوسمیں سید احمد بریلوی کو صف
اولیا کے اوپر اور صف انبیاء کے اندر پہونچانے کی طرح طرح سے ناکام کوشش کی
گئی ہے۔ مگر تھانیسری نے واقعہ نگاری سے زیادہ کام لیا ہے وہ اردو زبان میں ہے۔
جس کو پڑھ کر صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ یہ جنگ برطانویوں سے نہ تھی بلکہ برطانیہ کے
لئے تھی اور برطانوی ڈپلومیسی نے اس کو جنم دیا تھا اوس وقت انگریز بنگال پر چھایا
ہوا تھا۔ اور پنجاب میں سکھوں کا قدم اتنا مضبوط تھا کہ انگریز پر اوسکا ہوا سوار تھا
یہ خوف چھایا تھا کہ سکھ سے اگر مقابلہ ہوا تو نتیجہ میں کہیں بنگال سے بھی نہ نکلنا پڑے
انگریز اس خطرے کو بغیر اپنی جنگ کے دور کر دینا چاہتا تھا۔ اوس وقت انگریزوں کو
سید احمد مل گئے جو عرصہ تک ٹونک پھر اودھ کی شیعہ حکومت میں سپاہی رہ چکے تھے
اور نبرد آزمائی کا بڑا شوق رکھتے تھے وہ سب سے پہلے حج کو چلے تو اوس وقت کے عام راستہ
سے نہیں بلکہ دشوار گذار ساحل کلکتہ سے چلے کہ وہاں انگریز سے معاملہ کر لیا جائے اور
عرب جا کر معلوم کر لیا جائے کہ ابن عبدالوہاب کی گوریلا فوج نے ترکوں سے کس طرح
مقابلہ کر کے اُن کو حرمین سے نکالدیا تھا اور اس طرح تازہ فنون حرب سیکھ کر انگریزی
ہتیاروں سے مسلح ہو کر جہاد کے نام سے سکھوں اور صرف سکھوں کی نسل کشی کے لئے
راجستھان کے علاقہ سے پنجاب پہونچے۔ بنگال، بہار، یوپی وغیرہ میں فوج کی بھرتی
ہوئی اور خوب چندے ہوئے اور سید احمد سپاہی بھی تھے اور جاہل بھی تھے
اور سپاہی کا کام جاہل سپاہی اچھا کر سکتا۔ ہے لیکن اوس کام میں مذہبی روح پھونکنا اس
میں مولویوں کی حاجت ہوتی ہے لہٰذا علماء کی ایک جمعیت بھی ساتھ لگی کیوں کہ مولوی
قانون کو الٹنے پلٹنے میں تو کام کر سکتا ہے مگر سپاہی کا کام اس کے بس کی بات نہیں

مولویوں نے سید احمد کے دماغی توازن کو اتنا بگاڑا کہ اب الہامات کا سلسلہ شروع ہو گیا
دعوے کرنے لگے کہ سکھوں کا تخم بھی دنیا میں نہ رہ جائے اس کے لئے وہ اللہ تعالیٰ
کی طرف سے مامور ہیں اونھوں نے اپنی صداقت کی دلیل یہ ٹھہرائی کہ ان لمبے لمبے
بالوں والی قوم کو ستیاناس نہ کر دیا تو پوری تحریک کو جھوٹی تحریک سمجھنا یہ مالیخولیا
بڑھتے بڑھتے یہ نوبت آئی کہ اپنی حکومت بنالی اور کیبنٹ میں اسماعیل دہلوی وغیرہ کو
لیا اور خود امیرالمومنین بن کر لوگوں سے اس کی بیعت لی اور ساری فوج میں یہ یقین پلادیا
گیا کہ سید احمد امیرالمومنین ہیں مامور من اللہ ہیں اللہ تعالیٰ سے براہ راست مکالمہ
ومسامرہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ان کا ہے اور یہ اللہ کے ہیں ہم جیتیں گے اور سکھوں کو دنیا
سے ملیامیٹ کر دیں گے اس میں شک کرنا کفر کے برابر ہے اس فوج اور اس کے سرداروں
کے انداز کو دیکھ کر دہلی کی اسلامی حکومت کو خطرہ ہوا کہ دماغی توازن یہی رہا تو حکومت
دہلی سے بغاوت کرنے میں کیا دیر لگے گی لیکن پوری ہوشیاری کے ساتھ حکومت دہلی
سے اپنی صفائی کی کوشش بھی جاری رہی اور زیادہ وقت الہامات کے اعلان میں خرچ
ہونے لگا اس جنگ کا نتیجہ کیا ہوتا لمبے لمبے بال والے ناپید ہو جاتے یا مونڈے سر اور
اور اونچے گھٹنے والے نیست و نابود ہو جاتے ابھی اس کی نوبت نہ آئی تھی کہ پشاور کے
پٹھانوں پر اور اُن کے ناموس پردہ نشین کی طرف پوری فوج کی حریصانہ نظر پڑی اور اون
سے جہاد کرنے کا راستہ سوچا جانے لگا اور اس کے لئے اون پر شرک و بدعت کے فتوے
نکلنے لگے تقلید شخصی کے خلاف امیرالمومنین کے اشارات بڑھ گئے پٹھانوں کو بزد آزمائی
سے دبا لینا آسان نہ تھا اس غیور قوم نے اپنے ناموس و مذہب کو خطرہ میں دیکھ کر ایک ہی
شب خون میں امیرالمومنین سے لے کر معمولی چپراسی تک کو اس طرح ختم کر دیا کہ کم و بیش
سو برس سے اون کی قبریں ڈھونڈی جاتی ہیں اور نشان تک نہیں ملتا۔ مولوی جعفر تھانیسری
نے بار بار واضح کیا ہے کہ یہ جنگ انگریزوں سے جنگ نہ تھی اور بالآخر گن گن کر خود بتا دیا کہ
اس کتاب میں ۲۷ جگہ بتا دیا گیا ہے کہ یہ جنگ انگریزوں سے نہ تھی تو کوئی ہندوستانی

بتادے کہ جو جنگ انگریزوں سے نہ تھی بلکہ انگریزوں کے لئے تھی ہندوستان کی بسنے
والی ایک قوم کو ناپید کرنے کے لئے تھی اوس کو انگریزوں سے جنگ بتانا آزادی کی
پہلی جنگ کہنا انگریزوں سے پہلی مڈبھیڑ بتانا کسی سچ بولنے والے کے لئے بھلا
ممکن بھی ہے میں تو کہہ سکتا ہوں کہ اس قدر صاف جھوٹ بولنے پر اگر ابلیس کو بھی
مجبور کیا جائے تو صاف انکار کر دے ۔ اس جنگ سے جس خواب کی تعبیر
کی تمنا تھی وہ تو دفن ہو گئی مگر انگریزوں کا بہت کچھ بھلا ہو گیا اور دہلی کی حکومت کا
انگریزوں نے خاتمہ کر کے پنجاب میں اپنے پنجے جمالئے اور اوسکو صرف وفاداران
تخت دہلی کا خطرہ رہ گیا جو ہندوستان بھر میں پھیلے ہوئے تھے اور کسی ایک صوبہ
ہی میں نہ تھے کہ اونکو ختم کر دیا جاتا اس کے لئے ایسے ادارے کی ضرورت تھی جو اون
اسباب کو ختم کر دے جو مسلمانوں کو ابھار سکتے ہیں ۔ اوسنے پوری دماغ سوزی اور
سید احمد کے وفاداروں کے مشورہ سے یہ معلوم کر لیا کہ مسلمان کی زندگی کا بیمہ یہ ہے
کہ ساری قوم اپنے رسول کے ساتھ والہانہ شیفتگی میں اپنی مثال نہیں رکھتی اور جب تک یہ
یہ روح اس میں ہے کسی بدیشی حکومت کو اون کی طرف سے اطمینان نہ رکھنا چاہیے
اب ضرورت اس کی ہے کہ ذہنی انقلاب نمودار کیا جائے رسول کی غیر معمولی شخصیت
کو گرایا جائے رسول کے علم و عمل کو قابل بحث بنا دیا جائے رسول کی پوزیشن اور
پاور کو کمزور کر دیا جائے اور رسول و امت کے درمیان ایسی خلیج قائم کر دی جائے
کہ دونوں میں علاقہ محبت باقی نہ رہے یہ تھی وہ بنیادی چیز جس کے تقاضے سے
دیوبند میں ایک مدرسہ قائم کیا گیا اور اس کے بانی و سرکاری کارندے انگریزوں کو مطمئن
کر دیا کہ یہ کام ہم کریں گے اس ادارہ نے ۵۷ء کی جنگ آزادی میں انگریزوں کے حق
میں فتوے دیے اور برطانوی طاقت کی تربیت میں وہ کر دیا کہ آج رسول کا لفظ کافرانہ
بد احتیاطیوں کے ساتھ بولا جانے لگا اور پھر کیا بتایا جائے کہ ملک بھر میں گھر گھر ایک
ایسی آگ بھڑکا دی کہ اگر جماعت رضائے مصطفیٰ نہ ہوتی تو نہ جانے مسلمانوں کا کیا برا حال ہوتا۔

حضرات ! دیوبندیت کے اس لوچ کو بھی تو دیکھئے کہ مولوی شبیر احمد عثمانی پکے دیوبندی اور پاکستان کے حامی تھے اور شریمان حسین احمد صاحب پکے دیوبندی اور ہندوستان کے حامی بتائے جاتے ہیں انگریزوں کو یاد کرکے سر پہ ہاتھ رکھکر رونے والے لیڈران اسی ہندوستان میں موجود ہیں پاکستان میں بھی ہیں اور یہ سب مکمل دیوبندی ہیں یعنی دیوبندیت کوئی فولاد نہیں ہے بلکہ موم کا گولہ ہے اور بڑی آسانی سے ہر شکل میں منتقل ہوسکتا ہے جس وقت بھی بھارت کے جنتا اور ہماری حکومت کے کرتا دھرتا نے محسوس کرلیا کہ دیوبندی ذہنیت کی ساخت میں انقلاب پسندی بھارت کی ہر قوم سے بے وفائی بدیشی پسندی اور سچی بات تو یہ ہے کہ خودغرضی شکم پروری اور صبح کو کچھ شام کو کچھ ہوجانے کی ساری اہلیتیں موجود ہیں تو دیوبندیت کی اس عارضی کامیابی کا بھی حشر انشاء اللہ دیدنی ہوگا۔

پوری دیوبندیت مزارات اولیا کے خلاف ملٹری فورس بھی ہے اور پوری دیوبندیت مزارات اولیا کے تحفظ کے نام پر بھرتی کرا رہی ہے پوری دیوبندیت ایہام شرک سے بھی بیزار ہے اور پوری دیوبندیت شرک سے مخلوط اور مدعی وفاداری بھی ہے دیوبندی کانگریسی بھی ہے اور سوشلسٹ بھی اور کمیونسٹ بھی دیوبندی مسجد ساز بھی ہے اور صنم خانہ ساز بھی۔ آخر یہ چٹاپٹی رنگ کتنے دنوں تک چلے گا۔ ابھی تو خیر حکام و وزراء کے نام پر بڑی بڑی تھیلیاں گھر بیٹھے لی جاتی ہیں اور کام نہیں ہوتا تو ذمہ داران حکومت کو بدنام کیا جاتا ہے کہ لیا اور کچھ نہ کیا لیکن یہ کاغذ کی ناؤ کب تک پانی کے اوپر رہے گی اسٹیج پر مسلم لیگ پر تبرا اور دفتر میں دوسری مسلم لیگ بننے کی تدبیر آخر اس کی عمر ہی کیا ہوگی اگر مسلمانوں اور پیارے سنی بھائیوں نے جماعت رضائے مصطفیٰ کو صرف رضائے مصطفیٰ کے نام پر مضبوط کردیا اور ہمارا کوئی ایک اپنا پریس اور جماعت کا خصوصی روزنامہ ہوگیا تو دیوبندیت کو ہمارے ملک سے دیس نکالا کردیا جائے گا۔ اور ہمارا پورا ملک امن کا گہوارہ ہوگا۔ اور ہر ایک سلامتی و ایمان پر آجائے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ یہ جماعت رضائے مصطفیٰ ہے جس نے پورے ملک

سے بالاعلان کہدیا کہ جیو اور جینے دو پر بھارت کی تعمیر ہو۔ اب ہندوستان نہ اندرونی فتنوں کو چھوڑے گا نہ بیرونی حملوں سے دبے گا اور مشتبہ و مخدوش طبقہ کو کہیں چلے جانے پر مجبور کیا جائے گا۔

حضرات! ان چند جملوں سے آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ جماعت رضائے مصطفیٰ کے دینی خدمات کتنے عظیم الشان ہیں اور اوسکے عزائم میں کتنی بلندی و حو... ہے آپ کو صاف صاف پتہ چل گیا ہوگا کہ اگر آپ کو بہر حال اقتدار دنیا کی کرسی ... تو جماعت رضائے مصطفیٰ سے اس کی امید مت رکھیئے اگر آپ کو الیکشن عزیز ہے تو جماعت رضائے مصطفیٰ آپ کی مدد نہ کرے گی اگر آپ کو بہر حال شکم پرو... عزیز ہے تو جماعت رضائے مصطفیٰ میں اس کی گنجائش نہیں ہے ہاں البتہ اگر آپ بہر حال ایمان عزیز ہے دنیا میں امن و ایمان اور آخرت میں نجات عزیز ہے تو جماعت رضائے مصطفیٰ آپ کی ہے اور آپ جماعت رضائے مصطفیٰ کے ہیں۔

ہم اپنے رسول پاک کی امت کو فتنہ و فساد کی آگ میں پڑنے نہ دیں گے ہم ان بھولی بھیڑوں کو شکاریوں کا نشانہ ہونے نہ دیں گے ہم کسی خود غرض کے لئے امت مسلمہ کو قربانی کا بکرا بنانے نہ دیں گے ہم ایمان کے ڈاکوؤں کو کامیاب ہونے نہ دیں گے۔ ہم خدا اور رسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ہر وقت کھلے دروازوں سے ڈھکیل کر امتِ رسول کو ایسے دروازوں پر جو بند بھی ہو جاتے ہیں جانے نہ دیں گے ہم جرائم کو پنپنے نہ دیں گے ہم مجرم کے جرم کے اخفاء ہونے نہ دیں گے ہم اپنی پوری ملت کو فتنہ و فساد کا اکھاڑا بننے نہ دیں گے ہم ہر کعبہ دل میں بسائینگے ایمان والوں کو ایمان کی شیرینی سے لذت آشنا کریں گے اللہ و رسول کی وفاداری کا درس دیں گے فرقہ بندی کے چسکے کو ملیامیٹ کر دیں گے ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت میں اس قدر مصروف کر دیں گے کہ غیر پر نگاہ ہی نہ پڑے رسول پاک کی محبت میں ایسا سرشار کر دیں گے کہ یہ مستی کبھی نہ اوترے۔ ہم دنیا بھر کو اپنی طرف سے مطمئن دیکھنا چاہتے ہیں اور ہم مطمئن دنیا میں رہنا چاہتے ہیں ہم وہی کریں گے

جسمیں رضائے مصطفیٰ اور صرف رضائے مصطفیٰ ہو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ سلم کہ اسی میں
اور صرف اسی میں رضائے مولیٰ تعالیٰ ہے یہی ہماری پالیسی ہے اور یہی ہماری سیاست
ہے اور جب تک رضائے مصطفیٰ کی امت کو حاجت ہے اوسوقت تک جماعت رضائے
مصطفیٰ کی ضرورت ہے اور رضائے مصطفیٰ کی صور پھونکنے اور قیامت برپا ہونے اور
بعد جنت کے بعد ابد الآباد تک ضرورت ہے لہذا جماعت رضائے مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا
ضرورت ابدی ہے یہ ہیں اون سوالوں کا مفصل جواب جو ملک بھر میں کئے جا رہے
اور دعا کیجئے کہ رضا جویان مصطفیٰ کا میلا بڑھا رہے اس مبارک نظام کے سرپرست کا
سایہ حیات ہمارے سروں پر بصحت وعافیت دراز رہے سنیوں کا بول بالا ہو اور
دشمنوں کا منہ کالا ہو اور سنیوں کا فروغ جہاں بھر سے نرالا ہو وما توفیقی الا باللہ
علیہ توکلت والیہ انیب وانہ تعالیٰ علیٰ کل شی قدیر وبالاجابۃ جدیر فلہ الحمد
اولاً وآخراً والصلوۃ والسلام علیٰ رسولہ وآلہ واصحابہ باطنا وظاہرا و
آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین فقط

فقیر ابوالمحامد سید محمد اشرفی جیلانی غفرلہ
(صدر آل انڈیا جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی)

پرنٹر پبلشر نصرت اللہ عباسی نے یونیورسل لیتھو پریس ۲۲۳ وروبی اسٹریٹ بمبئی ۳ سے چھپوا کر برائے ناظم اعلیٰ جماعت رضائے مصطفےٰ بمبئی سے شائع کیا